سوال

میں دین کا التزام کرنے والی لڑکی ہوں، میرے اور خاوند کے درمیان کچھ اختلافات پیدا ہوگئے (میری ایک بچی بھی ہے) جس کی بنا پر میں اپنے میکے چلی گئی کیونکہ خاوند کو میرے متعلق شک ہوا اور اس نے مجھ پر میری عزت و شرف میں بغیر کسی مطمئن کرنے والے سبب کے تہمت لگائی پھر معذرت کرلی اور پھر دوبارہ تہمت لگائی اور کئی ایک الزامات بھی، یہ کئی بار ہوچکا ہے؛ جس سے مجھے یقین ہوگیا کہ میرے خاوند کو وسوسہ کی بیماری ہے اور میں اس کو برداشت نہ کرسکی جس کی بنا پر اپنے میکے چلی آئی میکے آنے کے بعد میں یہاں چار ماہ تک رہی اس عرصہ میں میرے خاوند کا عناد اور بغض اور بھی بڑھ گیا اور وہ بغیر کسی دلیل کے اپنے موقف پر قائم رہا، جب میرا بھائی اس کو سمجھانے کے لیے گیا تو بھی وہ اپنے موقف پر قائم تھا، بلکہ اس نے مجھ سے توبہ کرنے کا مطالبہ کیا، اور ان دونوں کے درمیان تلخ کلامی بھی ہوئی اور اس نے میرے والد کی بھی عزتی کی کہ انہوں میری تربیت اچھی نہیں کی معاملہ جب اس حد تک پہنچ گیا تو میرے والد اور بھائی نے مجھے اس سے طلاق لینے پر اصرار کیا، وگرنہ دوسری صورت میں میرا مسئلہ حل کرنے کے لیے عدالت میں جائیں گے اور اس کو الزامات کا ثبوت پیش کرنا ہوگا، چنانچہ میرے خاوند نے طلاق کے بدلے نصف مہر کا مطالبہ کیا، لیکن کچھ عرصہ بعد اس نے بغیر کچھ لیے ہی مجھے طلاق دے دی، اور اس مہر سے خاموش ہوگیا اور دوبارہ مال کا مطالبہ نہیں کیا اور الحمد للہ اب اللہ عزوجل نے مجھے اس کے نعم البدل میں ایک نیک و صالح خاوند بھی عطا فرما دیا ہے، میرے دوسرے خاوند نے مجھے متنبہ کیا کہ ہوسکتا ہے تمہارے پہلے خاوند کا تم پر کوئی مالی حق نہ ہو، اور مجھے خدشہ ہے کہ میں کہیں حرام مال نہ کھاؤں اور لوگوں کے حقوق غصب کرنے کا باعث نہ بن جاؤں چاہتی ہوں کہ برائے مہربانی مجھے اس مسئلہ میں فتوی دیں یہ علم میں رکھیں کہ میں اس مال کی مالک نہیں اور نہ ہی میں نے اس سے بچی کے لیے کوئی اخراجات طلب کیے ہیں بلکہ وہ خود ہی بعض اوقات کچھ نہ کچھ بھیج دیتا ہے، بعض اوقات نہیں دیتا، تو کیا اس کا مجھ پر کوئی مالی حق ہے؟

جواب

الحمد للہ

اول:

خاوند کا اپنی بیوی پر تہمت لگانا کبیرہ گناہ شمار ہوتا ہے اور یہ حد کا موجب بنتا اور خاوند کی گواہی کو رد کرنے کا باعث بنتا ہے، اس فحاشی کے ثبوت کے لیے شرعی دلیل ہونا ضروری ہے یا پھر وہ آپس میں لعان کریں یعنی قسمیں اٹھائیں

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

جب خاوند اپنی پاکباز بیوی پر تہمت لگائے تو خاوند پر حد واجب ہوگی اور اس کو فاسق کا حکم دیا جائیگا اور اس کی گواہی قبول نہیں ہوگی، الا یہ کہ وہ اس تہمت کی کوئی دلیل پیش کرے یا پھر لعان کرے، اور اگر وہ چار گواہ پیش نہیں کرتا یا پھر لعان کرنے یعنی قسمیں اٹھانے سے بھی احتراز کرتا ہے تو اس پر یہ سب لازم اور لاگو ہوگا، امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کا یہی قول ہے

اس کی دلیل اللہ سبحانہ و تعالی کا یہ فرمان ہے:

اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ پیش نہ کرسکیں تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور کبھی ان کی گواہی بھی قبول نہ کرو، یہ فاسق لوگ ہیں النور (4).

اور یہ حکم خاوند یا دوسرے کے لیے عام ہے، خاوند کو اس لیے خاص کیا گیا ہے کہ اس کا لعان کرنا یعنی قسمیں اٹھانا گواہی کے قائم مقام ہے کہ لعان کرنے سے اس پر حد جاری نہیں ہو گی اور وہ فاسق قرار نہیں دیا جائیگا اور اس کی گواہی رد نہیں ہو گی

اور اس لیے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"دلیل پیش کرو وگرنہ آپ کو حد لگے گی"

اور جب انہوں نے لعان کیا تو آپ نے فرمایا :

"دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے آسان ہے"

اور اس لیے بھی کہ اگر تہمت لگانے والا اپنے آپ کو جھٹلاتا ہے تو اس پر حد لازم آتی ہے، چنانچہ جب وہ مشروع دلیل پیش نہ کرے تو اجنبی کی طرح اس پر حد لازم ہو گی"

دیکھیں : المغنی (30/9).

اس بنا پر خاوند کو اپنے آپ اور اپنی بیوی کے متعلق اللہ تعالی کا تقوی اور ڈر اختیار کرنا چاہیے، اسے چاہیے کہ وہ غلط اور بری کلام سے باز آ جائے، اور اپنی بیوی پر کلام اور طعن کرنا اس کی اپنی عزت و شرف میں طعن شمار ہوتی ہے، اسے چاہیے کہ وہ اپنے نفس کو جھٹلائے اور اپنی بیوی کو اس افتراپردازی سے بری کرے

اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو پھر اس کے اس فعل پر اللہ کی جانب سے جو کچھ لاگو کیا گیا ہے وہ اس کا مستحق ٹھرے گا اسے حد بھی لگے گی اور اس کی گواہی بھی کبھی قبول نہیں کی جائیگی اور وہ فاسق ٹھرے گا، اور بیوی کو اس سے طلاق کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہو گا، اور خاوند کو بیوی کے مکمل حقوق ادا کرنا ہونگے

دوم :

بیوی پر ناحق اور باطل تہمت لگا کر اسے تنگ کرنا اور اذیت دینا تا کہ وہ مہر چھوڑ دے یا مہر کا کچھ حصہ چھوڑ دے یہ حرام عمل ہے، الا یہ کہ بیوی واضح اور ظاہر فحاشی کی مرتکب ٹھرے، اور اگر خاوند ایسا کرے تو اس کے نتیجہ میں بیوی جو کچھ چھوڑے گی اس کا خاوند مستحق نہیں، بلکہ اسے بیوی کو واپس کرنا واجب ہو گا، اور اگر وہ اس کو طلاق دینے سے انکار کرتا ہے تو بیوی اپنا فدیہ دے کر یا مہر چھوڑ کر یا کچھ مہر دے کر اس سے خلاصی حاصل کر سکتی ہے

اور اگر خاوند ظالم اور جھوٹا ہو گا تو اس نے جو کچھ لیا ہے وہ حرام اور ناحق ہے، اور اگر وہ سچا ہے تو اس نے جو کچھ لیا وہ اس کے لیے حلال ہو گا، لیکن اسے ثبوت پیش کرنا ہو گا جو اس سے حد کو ختم کرے یعنی یا تو چار گواہ پیش کرے یا پھر لعان کرے یعنی قسمیں اٹھائے

یہ تو اس صورت میں ہے جب وہ بیوی پر اعلانیہ تہمت لگائے اور اسے مشہور کرے، لیکن اگر اس نے کوئی ایسا فحش کام کیا جو اس عورت اور اس کے رب کے علاوہ کسی اور کو علم نہیں تو پھر خاوند کو حق حاصل ہے کہ وہ اس سے عضل اور تنگی کرے تا کہ وہ اپنے آپ کو چھڑانے کے لیے فدیہ دے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا :

ایک شخص نے اپنی بیوی پر فحاشی کی تہمت لگائی؛ حالانکہ اسنے اس عورت کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جسے شریعت منکر قرار دیتی ہو، لیکن اس نے یہ دعوی کیا کہ اس نے اسے شادی کی تقریب میں بھیجا تھا اور پھر جاسوسی کی اور اسے شادی میں نہ پایا اور بیوی نے اس کا انکار کیا، پھر وہ عورت کے اولیاء کے پاس گیا اور ان کو یہ واقعہ بتایا تو انہوں نے اس کی بیوی کو بلایا تا کہ وہ خاوند کے اس بیان کا مقابلہ کرے اور جواب دے، تو وہ بیوی مار کے ڈر سے نہ آئی اور اپنے ماموں کے گھر چلی گئی، پھر خاوند نے بیوی کے حقوق کو ختم

کرنے کے لیے اسے دلیل بنالیا اور دعوی کیا کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلی تھی تو کیا یہ بیوی کے حقوق باطل کرنے کا باعث ہوگا، اور جو اس نے انکار کیا ہے وہ شرع میں انکار شمار ہوگا؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا :

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اے ایمان والو تمہارے لیے حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کو ورثے میں لے بیٹھو انہیں اس لیے روک نہ رکھو کہ جو تم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے کچھ لے لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کوئی واضح برائی اور بے حیائی کریں النساء (19).

اس لیے آدمی کے لیے حلال نہیں کہ وہ عورت کو روک رکھے اور اسے تنگ کرے تا کہ وہ اپنے مہر کا کچھ حصہ اسے واپس کر دے، اور نہ ہی اس وجہ سے وہ اس کو مار سکتا ہے، لیکن جب عورت واضح طور پر کوئی فحاشی کی مرتکب ہو تو وہ اسے روک سکتا اور تنگ کر سکتا ہے تا کہ وہ اس سے فدیہ دے کر خلاصی حاصل کرے، اور اسے مارنے کا بھی حق ہے، اور یہ اس میں ہے جو مرد اور اللہ کے درمیان ہو

اور عورت کے گھر والوں کو چاہیے کہ دیکھیں حق کس کے ساتھ ہے جس کے ساتھ حق ہو اس کی معاونت کریں، اگر انہیں پتہ چل جائے کہ عورت نے ہی اللہ کی حدود پامال کی ہیں اور خاوند کو اس کے بستر میں اذیت وتکلیف سے دوچار کیا ہے اور وہی ظلم وزیادتی کرنے والی ہے لہذا وہ فدیہ دے کر اپنی جان چھڑائے، اور جب وہ کہتا ہے کہ میں نے اسے شادی کی تقریب میں بھیجا تھا اور وہ نہیں گئی تو وہ اس سے دریافت کرے کہ کہاں گئی تھی، اگر تو وہ ایسے لوگوں کے پاس جانے کا کہتی ہے جن میں کوئی شک نہیں اور ان لوگوں نے اس کے جانے کی تصدیق بھی کی، یا انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس نہیں آئی اور نہ ہی وہ شادی میں گئی تو اس طرح یہ شک ہوگا اور خاوند کے قول کو تقویت پہنچتی ہے

اور وہ مشین جو وہ اپنے والد کے گھر سے لائی ہے اسے ہر حال میں واپس کرنا ہوگا، اور اگر وہ صلح کر لیں تو یہ صلح بہتر ہے

اور جب بھی عورت توبہ کر لے خاوند کو اسے اپنے پاس رکھنا جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ توبہ کرنے والا بالکل ایسے ہی جیسے کسی کا کوئی گناہ نہیں

اور اگر وہ اس کے خاوند کے پاس واپس جانے پر متفق نہ ہوں تو وہ مہر سے بری الذمہ ہو جائے اور عورت کو خاوند سے خلع کرنا چاہیے؛ کیونکہ کتاب وسنت کے مطابق خلع کرنا جائز ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اور اگر تمہیں خدشہ ہو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود قائم نہیں کر سکیں گے تو ان دونوں پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو وہ عورت فدیہ دے .

دیکھیں : مجموع الفتاوی (22/283-284).

سوم :

ہمیں تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ خاوند کا آپ پر کوئی حق نہیں، اور اس نے جو نصف مہر طلب کیا تھا وہ شرعی حق نہیں، اور ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے کسی کے بتانے پر اس مسئلہ سے رجوع کر لیا ہے جس کی بنا پر اس نے دوبارہ اس کا مطالبہ بھی نہیں کیا، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے نصف مہر کو بچی کی پرورش اور اس کی دیکھ بھال کے اخراجات شمار کر لیا ہو

بہر حال آپ پر اس نے جو بہتان لگایا ہے اسکے وہ نہ تو چار گواہ پش کر سکا ہے اور نہ ہی اس نے لعان کیا ہے، اور نہ وہ کچھ ایسی چیز دیکھتا ہے جو اسے اپنے اور رب کے درمیان گنہگار نہ بناتی ہو، اور یہ سب کچھ تیرے لیے حق بناتی ہے نہ کہ اس کے لیے آپ نے جو سوال کیا ہے اور میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس کے مطابق تو یہی ہے اور اس نے جو نصف مہر کی شرط

لگائی ہے اس کو اس کا حق نہیں

اللہ تعالی آپ اور آپ کے نئے خاوند میں برکت عطا فرمائے جسے اللہ نے آپ کے لیے آسان کیا ہے، اور آپ کو اس سوال اور پہلے خاوند کے حقوق کے متعلق استفسار کرنے پر اللہ جزائے خیر عطا فرمائے، یہ آپ کے خلق عظیم اور دین متین کی دلیل ہے

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ آپ جو جزائے خیر عطا فرمائے اور اسے آپ اور آپ کی بیٹی کے لیے بہتر خلف بنائے، اور آپ دونوں کو خیر و بھلائی پر جمع کرے، اور آپ دونوں کو نیک و صالح اولاد عطا فرمائے

اور اللہ تعالی سے ہماری یہ بھی دعا ہے کہ وہ آپ کے پہلے خاوند کو سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور اگر وہ مریض ہے تو اسے شفایابی نصیب کرے، اور اس کو بھی بہتری عطا کرے

واللہ اعلم.

اسلام سوال وجواب

83613